سوال

(94) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بفضلہ تعالیٰ ہمارے یہاں نئی مسجد زیر تعمیر ہے، اس کے لیے ہم صرف مسلمانوں سے چندہ فراہم کررہے ہیں۔ غیر مسلم ہندو مشرک سے ہم چندہ نہیں لیتے ہمارے خیال ہے کہ ہندوؤں سے چندہ لے کرخانہ خدا تعمیر کرنا اسلام میں ہرگز جائز نہیں، کیوں کہ وہ ''انما المشرکون نجس،، کے مصداق ہیں۔ ایک مشرک ہندو ٹھیکیدار کنٹراکٹر نے تعمیر مسجد فنڈ میں اپنے بیوپار میں سے مبلغ پچیس روپیہ کی رقم لاکردی ہے اور مصر ہے کہ یہ رقم مسجد فنڈ میں جمع کرکے اسے رسید دی جائے۔ ہم نے اسے رسید نہ دیتے ہوئے اس مسئلہ کاجواب علمائے کرام سے طلب کرکے جواب ملنے تک بطور امانت رکھی ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ رقم تعمیر مسجد کے کام میں لے کر اسے رسید ہم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر مسجد فنڈ میں لینا جائز ہے توکیا مسجد کے متعلق دوسرے مدوں میں جو عبادت گاہ سے تعلق نہ رکھے ہوں مثلاً مسجد کے کمپاؤنڈ کا حصار، باغیچہ، حوض یا نمازیوں کی رفع حاجب کے لیے بیت الخلاء کی تعمیر، مسافر خانہ وغیرہ میں خرچ کرسکتے ہیں اگر نہیں خرچ کرسکتے تو مسجد کے متعلق بیت الخلاء کی تعمیر میں رقم خرچ کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر یہ کنٹراکٹر مسجد بنانے یا اس کی تعمیر میں چندہ سے امداد کرنے کوکار ثواب سمجھ کرامداد کرنا چاہتا ہے، توجائز بیوپار سے حاصل شدہ کمائی میں اس کی یہ رقم فنڈ میں لی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ پہلی صورت میں اگر اس سے چندہ لینا یا چندلے کررسید دینا کسی اسلامی مصلحت کے خلاف ہوتو نہ لی جائے کذافی کتاب الوصایا من ''الہدایہ،، مشرکین مکہ سے تعمیر بیت اللہ کوکار ثواب سمجھ کرحلال کمائی سے اس کو تعمیر کرائی تھی، اور آنحضرت ﷺ نے ان کی تعمیر سے نہ خود تعرض فرمایا، اورنہ آئندہ کسی کوتعرض کرنے کی طرف اشارہ فرمایا۔

عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری المدرس بمدرسۃ دارالحدیث الرحمانیہ بدہلی

16 مارچ 1981ء کے مرقومہ خط میں آپ نے دونئے سوال کئے ہیں۔ ایک قبروں کو منہدم کرکے ان مکانات تعمیر کرنے اوران نہیں کرائے پراٹھائے جانے یافروخت کئے جانے کے بارے میں ہے اوردوسرا کسی مسجد کی پہلی تعمیر بدل کراس جگہ مسجد کی نئی تعمیر کے وقت اس کے مفاد کے لیے دکانیں بنوائے جانے کے بارے میں ہے۔

(1) پہلے مسئلہ کے متعلق یہ غرض ہے کہ اگر یہ پرانا قبرستان ایسی جگہ پر ہے

جہاں قریب میں کوئی مسلم آبادی نہیں ہے، اور قبرستان کے بہت سے حصے پر غیر مسلموں نے قبضہ کرکے مکانات بنوالیے ہیں اور بقیہ کے متعلق بھی یہی اندیشہ ہے، توپہلے کوشش اس بات کی کرنی چاہیے کہ پورا قبرستان واگزار کراکرچہاردیواری کے ذریعہ محفوظ کردیا جائے۔ اوراگر یہ ممکن نہ ہوتوپھر وہاں پر مکانات بنواکران مکانات کوفروخت کردیا جائے یاانہیں کرایہ پراٹھادیا جائے، اورحاصل شدہ کرایہ یافروخت سے حاصل شدہ قیمت دوسرے قبرستانوں کی حفاظت اوردیکھ بھال اورمرمت پرخرچ کی جائے۔

حنابلہ کے نزدیک جب موقوفہ جائداد معطل ہوجائے یعنی: اس سے منفعت مقصودحاصل نہ ہوسکے، بلکہ بعض جائداد ہی کے ضیاع کااندیشہ ہو، تواس جائداد کوفروخت کردینا اورحاصل شدہ قیمت سے دوسری جگہ مطلوبہ جائدادخریدلینا یادوسرے اوقات کی ضروریات میں اس کوخرچ کرنا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرﷺ کاایک ارشادبابت نقل بیت المال نقل کیاجاتا ہے۔ (ملاحظہ ہوالمغنی لابن قدامہ)

(2)دوسرے مسئلہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ مسجد کی پہلی تعمیر موقوفہ زمین کے جتنے حصہ پرہوچکی ہے، اس میں سے کچھ حصہ مسجد کی نئی تعمیر کے وقت مسجد کے مفاد کےلیے دوکانیں بنوانے کےلیے علیحدہ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ پہلی تعمیر میں جس جگہ وضوخانہ، غسل خانہ، پیشاب خانہ وغیرہ تعمیر ہوا ہے، مسجد کی نئی تعمیر کے وقت ان جگہوں کےنیچے یااوپردوکانیں اورکرایہ کے مکان بنوائے جاسکتے ہیں، اس سلسلہ میں اس وقت کسی کتاب کاحوالہ یااس کی عبادت نقل کرنے سے قاصر ہوں۔

عبیداللہ الرحمانی (مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا محمدامین اثری ص:146 147)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 193

محدث فتویٰ